# ڈاکٹر عبدالواحد رحمہ اللہ تعالیٰ

محمد رمضان یوسف سلفی
فیصل آباد

ڈاکٹر عبدالواحد مرحوم جماعت اہلحدیث فیصل آباد کی لائق صد احترام بزرگ شخصیت تھے۔ نیکی، دین داری، ورع و عفاف، تدین و تقویٰ، اخلاق و عادات اور انکساری تواضع کے لحاظ سے اسلاف کی نشانی تھے۔ بطل حریت سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مناظر اسلام مولوی احمد دین گکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث فیصل آباد کے فعال رکن رہے اور کسی دور میں نائب امیر بھی۔ انہوں نے اس شہر میں اکابر علماء کے ساتھ مل کر دعوت وتبلیغ کے میدان میں بڑا کام کیا اور نیک نام ہوئے۔ یہ بزرگ 64 سال قبل 1940ء میں ہندو مذہب سے تائب ہو کر مشرف باسلام ہوئے تھے۔ انہوں نے نہایت مشکل حالات میں اپنے اسلام و ایمان کی حفاظت کی اور صبر واستقامت سے ثابت قدم رہے۔ ان کے اسلام میں داخل ہونے کے واقعات بڑے ایمان افروز ہیں۔ جنہیں قارئین آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب کو پہلی بار میں نے 1978ء میں موسم گرما میں دیکھا تھا۔ وہ محمدی مسجد اہلحدیث نثار کالونی میں نماز فجر کے بعد درس قرآن ارشاد فرما رہے تھے۔ نورانی صورت، گندم گوں رنگ، تابناک پیشانی، روشن آنکھیں، ستواں ناک، تراش خراش سے محفوظ خوبصورت داڑھی، مونچھیں صاف، سر پر کپڑے کی ٹوپی، صاف ستھرا لباس 6 فٹ کے قریب نکلتا ہوا قد، خوش وضع لحیم وشحیم دیکھنے میں مردانہ حسن کا خوبصورت پیکر۔

سچی بات تو یہ ہے کہ میں اس پہلی روئیت میں بھی ان کی نورانی صورت اور سادی گفتگو کو سن کر متاثر ہوا۔ چند روز میں اپنے ماموں کے ہاں رہ کر واپس گاؤں آ گیا۔ اسی سال حالات نے کروٹ لی اور ہم گاؤں سے ترک سکونت کر کے چند ماہ سمن آباد اور پھر نثار کالونی میں اقامت پذیر ہو گئے۔ سمن آباد کے جس پرائمری سکول میں مجھے داخلہ ملا وہاں چوتھی جماعت میں میرے ایک کلاس فیلو تھے عبدالجبار۔ انہیں کلاس میں لڑکے مولوی عبدالجبار وہابی بھی کہتے تھے۔ وہ روزانہ ہی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کو کلینک چھوڑ کر کلاس میں آتے اور بعض مرتبہ لیٹ بھی ہو جاتے۔ انہی دنوں ہم نے کئی بار انہیں دیکھا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو سائیکل کے پیچھے بٹھائے جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عبدالجبار وہابی ڈاکٹر کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ 1986ء کی گرمیوں میں میں نے باقاعدہ محمدی مسجد اہلحدیث نثار کالونی میں آنا شروع کیا ان دنوں استاد محترم مولانا حکیم ثناء اللہ ثاقب صاحب اس مسجد میں خطیب تھے وہ روزانہ نماز فجر کے بعد درس قرآن ارشاد فرماتے اور نماز عشاء کے بعد صحیح بخاری کا ترتیب سے درس دیتے۔ میں نے اس حلقہ درس میں باقاعدگی سے حاضر ہونا شروع کیا۔

جیسے جیسے میں ان دروس کو سنتا جاتا میرے قلب و ذہن میں دین کی روشنی گھر کرتی جاتی۔ درس قرآن حکیم اور درس صحیح بخاری شریف کی ساعت کی برکت سے میرے دل کی دنیا بدل گئی اور میں دینی کتب کے مطالعہ کی طرف راغب ہوا۔ مولانا حکیم ثناء اللہ صاحب نے صبح کے درس میں ایک بار قرآن ختم کیا اور عشاء کے بعد کے درس میں بخاری شریف مکمل کی۔ ڈاکٹر صاحب ان دروس میں باقاعدگی سے بیٹھتے تھے۔ یہیں سے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ میرے نیاز مندانہ تعلقات کی ابتداء ہوئی جس نے آگے چل کر گہرے مراسم کی صورت اختیار کر لی۔

انہی دنوں ڈاکٹر صاحب نثار کالونی میں محمد سعید کے گھر جو کہ ایک صالح نوجوان تھے، بریلوی مکتب فکر سے اہلحدیث ہوئے تھے۔ ان کے ہاں ہر جمعرات کو اصلاحی درس ارشاد فرماتے۔ اس درس میں اطراف و اکناف سے بہت سے نوجوان شریک ہوتے۔ پھر جب سعید صاحب کے گھر والوں نے اعتراض کیا تو ہر جمعرات کو نماز مغرب کے بعد حاجی عبدالرشید صاحب المعروف بابا حاجی کے گھر میں یہ پروگرام ہونے لگا۔ ڈاکٹر صاحب سادہ اسلوب میں گفتگو اور قرآن وحدیث سے ہی بیان کرتے۔ بہت سے لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کے مواعظ عالیہ سن کر توحید وسنت کی راہ اختیار کی اور ہدایت پائی۔ الحمدللہ ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی

خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ خیر خواہی اور اصلاح کے جذبہ سے دوسروں کو توجہ دلاتے اور نہایت ہی پیارے انداز میں سمجھاتے۔ ان کی گفتگو سن کر بہت سے حضرات نے اپنی اصلاح کی، اپنی نمازوں کو سنت کے مطابق کیا، چہرے سنت کے مطابق کئے اور اپنے رہن سہن کے طور طریقوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق بنایا۔ میرے وہ مہربان خاص تھے۔ میں اکثر ان کی خدمت میں رہتا وہ مجھ پر خصوصی شفقت فرماتے، میری تربیت فرماتے اور نصیحتیں کیا کرتے۔ کئی بار وہ کتابوں کی خریداری کیلئے مجھے لاہور لے کر گئے۔ سفر وحضر میں وہ میرا بہت خیال رکھتے تھے۔ 1991ء میں شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ کانفرنس کے موقع پر انہوں نے مجھے غازی اسلام رانا محمد شفیق خان پسروری کے نام ایک اہم خط دیا اور تاکید فرمائی کہ میں رانا صاحب کو یہ خط پہنچاؤں۔ ساتھ ہی انہوں نے مجھے جیب خرچ کیلئے -/15 روپے بھی دیئے۔ میں موچی دروازہ میں ہونے والی اس عظیم کانفرنس میں شریک ہوا اور کانفرنس کے اختتام پر رانا صاحب کو وہ خط دیا رانا صاحب یوتھ فورس کے ورکروں میں گھرے ہوئے تھے انہوں نے ازراہ کرم میری بات غور سے سنی اور خط وصول کیا۔ یاد رہے کہ اس خط میں ڈاکٹر صاحب نے توجہ دلائی تھی کہ جماعت کا ایک روزنامہ اخبار نکالا جائے اور اس اخبار کے ذریعے بھرپور طریقے سے لوگوں کو مسلک اہلحدیث کی دعوت دی جائے۔ ڈاکٹر صاحب انتہا درجے کے متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ ہمیشہ ورع وعفاف کی چادر اوڑھ کر رہے۔ 1990ء تک انہوں نے کلینک کیا، ان کے پاس مریض آتے اور شفایاب ہو کر جاتے۔ وہ نہایت ذمہ داری اور دیانت سے مریض کا علاج کرتے اور کوئی مریض زیادہ بیمار ہوتا تو فوراً اس کے گھر چل دیتے۔ فیس بڑی معمولی لیتے، مریض کو توحید وسنت پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرماتے۔ علاقے میں مشہور تھا کہ وہ بچوں کیلئے بہت اچھے ڈاکٹر ہیں۔ وہ ہمیشہ دھیمے لہجے میں بات کرتے اور ہمہ وقت زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھتے۔ فضول گوئی اور بیجا گفتگو سے پرہیز کرتے۔ انہوں نے ہندو مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا تھا جیسا کہ گذشتہ سطور میں ذکر کیا گیا ہے۔ اسلام کی گراں قدر دولت بڑے مصائب وآلام کے بعد ان کے ہاتھ لگی تھی۔ اس لئے وہ کبھی کبھی اپنی زندگی کے واقعات سنایا کرتے، خود بھی روتے دوسروں کو بھی رلاتے۔ ایک بار آہ بھر کر کہنے لگے کہ ہم اپنے والدین کیلئے دعا بھی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ حالت کفر میں مرے۔

ڈاکٹر صاحب نماز باجماعت کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ جب تک کلینک پر بیٹھے ہمیشہ اذان سے پہلے ہی مسجد چلے جاتے، چاہے اس وقت کتنے ہی مریض بیٹھے ہوں۔ فرمایا کرتے جماعت کے ساتھ اسی صورت اطمینان سے نماز پڑھی جائے گی جب اذان سے پہلے مسجد میں آیا جائے۔ 50 سے زائد مرتبہ انہوں نے 40 روز تک پانچوں نمازیں تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کیں۔ اس سے ان کی نیکی کے جذبہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ نہایت خوش اخلاق اور بلند کردار کرتے تھے۔ جھوٹ، تصنع بناوٹ اور غیبت سے شدید نفرت تھی۔ زندگی بھر نہ کسی سے عداوت رکھی، نہ کسی کی غیبت کی۔ ان کا معیار زندگی فقط کتاب وسنت تھا۔ اسلامی تعلیمات پر وہ سختی سے عمل پیرا تھے۔ ہر کسی کو وہ کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے۔ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت ان کا وصف تھا۔ علاقے بھر میں وہ ہر دل عزیز تھے۔ لوگ اپنے گھریلو امور تک ان کے گوش گزار کرتے اور ان سے مشورہ لیتے۔ اور بعض معاملات میں ان سے دعا کرواتے۔ ڈاکٹر صاحب مستجاب الدعوات تھے وہ خشوع وخضوع سے دعا کرتے اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا۔ مجھے جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی میں ان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرتا، وہ دعا فرماتے اور مجھے راحت مل جاتی۔ چند سال پہلے انہوں نے مجھے میری رہائش سے متعلق پوچھا میں نے ان کو بتایا کہ ہم دو بھائی ہیں اڑھائی مرلے جگہ ہے نیچے والے حصے میں بڑا بھائی رہتا ہے اور اوپر والے کمرے میں میری رہائش ہے۔ میری یہ باتیں سن کر کہنے لگے یہ مکان تو ایک فیملی کیلئے ہے میں نے دعا کی درخواست کی انہوں نے بڑے خشوع سے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کئے کہ میں نے بڑے بھائی کو اس کا حصہ دیکر مکان خرید لیا اور الحمدللہ سکون سے رہ رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ کا فضل اور ڈاکٹر صاحب کی دعاؤں کا ثمر ہے۔ ڈاکٹر صاحب کبھی کبھار ناراض بھی ہو جاتے تھے ان کی ناراضی مصنوعی ہوتی جب میں ان کو مناتا تو مان جاتے۔ جب کبھی ان کا ارادہ کھلانے پلانے کا ہوتا تو بہانے سے کہتے سلفی صاحب مسجد کی الماری میں میری جو کتابیں پڑی ہیں وہ ترتیب دے دو۔ میں فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتا اور آدھ پون گھنٹے میں ان کی کتب ترتیب سے درست کر کے رکھ دیتا۔ اب ڈاکٹر صاحب

مٹھائی منگوانے کے ساتھ بوتلیں بھی پلائے بغیر جانے نہ دیتے تھے۔ اپنے کلینک پر گرمیوں میں سکنجبین کا کولر بنا کر رکھتے۔ اسکول کے بچے ادھر سے گزرتے، جو بچہ السلام علیکم کہتا اسے شکنجبین کا گلاس ملتا۔ جو بچہ دعائیں سناتا اسے 50 پیسے دیتے اور جو صحیح نماز سناتا اسے بھی انعام دیتے۔ یہ سب کچھ بچوں کی صحیح ترتیب کیلئے کرتے۔ انہوں نے اپنے اس حکیمانہ انداز تبلیغ سے سینکڑوں بچوں کی نمازیں سنت کے مطابق درست کروائیں۔

مجھے یاد ہے کہ 1989ء ہوگا کہ ہمیں تبلیغی جماعت اہلحدیث (جس کے امیر مولانا یحیٰی عزیز میر محمدی صاحب ہیں) کے ہفتہ وار پروگرام میں شرکت کیلئے مرکزی جامع مسجد اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد لیکر جاتے۔ واپسی پر کھانا کھلاتے اور کرایہ دیتے۔ مقصد یہ ہوتا کہ کسی طرح یہ بچے دینی کاموں میں حصہ لیں اور ان کی آخرت سنور جائے۔ آج جب ڈاکٹر صاحب پر لکھنے بیٹھا ہوں تو بہت سی باتیں سطح ذہن پر ابھر آئی ہیں اور ان کے متعلق بہت سے واقعات ذہن میں گردش کرنے لگے ہیں۔ بلا شبہ وہ جماعتی تڑپ رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے خصوصی انعام کئے تھے۔

جب وہ مسلمان ہوئے تھے تو انہیں بڑی تکلیفوں سے گزرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ ثابت قدم رہے اور ہر موقعہ پر اللہ رب العزت نے ان کی مدد فرمائی۔ بڑے بڑے اکابر علماء سے ان کے تعلقات تھے۔ بطل حریت حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ قائد مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان ان پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ مناظر اسلام حضرت مولانا احمد دین گکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ انہیں تبلیغی پروگراموں میں ساتھ رکھتے۔ امام عبدالستار دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی طور پر فیض یافتہ تھے۔ امام عبدالرحمٰن سلفی امیر جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان ڈاکٹر صاحب کے شاگرد رشید ہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ علامہ عبدالعزیز حنیف صاحب سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ دیگر یہ کہ سینکڑوں طلبہ، عوام اور علماء ان کے عقیدت مند ہیں۔ بلا شبہ ڈاکٹر صاحب اس دور میں نیکی، طہارت اور دین داری کے بہت اونچے مقام پر فائز تھے۔ ان کی وفات پر آنے والے لوگ ان کے متعلق اپنے واقعات سنا رہے تھے ان واقعات کو سن کر ایسا محسوس ہوا کہ ڈاکٹر صاحب ہر شخص پر انفرادا مہربان تھے۔ میرے ایک دوست ہیں ابوبکر سلفی وہ اپنا واقعہ بیان کرنے لگے کہ ایک بار میرا بیٹا سخت بیمار ہو گیا ڈاکٹر کو چیک کروایا، اس نے کہا کہ ایکسرے کروا کر لاؤ۔ میرے پاس کوئی پیسہ نہ تھا جبکہ 40 روپے ایکسرے کا خرچہ تھا۔ میں اسی پریشانی میں نماز کیلئے مسجد اہلحدیث امین آباد میں آیا ان دنوں اس مسجد کا نظام ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کے پاس تھا۔ نماز باجماعت سے فارغ ہو کر میں دیر تک دعا کرتا رہا۔ تمام لوگ چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب اس انتظار میں کہ یہ دعا ختم کرے تو میں مسجد بند کروں۔ خیر میں نے دعا ختم کی، ڈاکٹر صاحب مجھے کہنے لگے ابوبکر میرے ساتھ کلینک پر آؤ۔ میں ان کے ساتھ کلینک پر گیا تو انہوں نے چھ سات کلو چینی مجھے دی کہ اسے گھر میں استعمال کر لینا۔ ابوبکر سلفی کہتے ہیں کہ میں وہ چینی لے کر دوکان پر گیا اور دوکاندار سے کہا اس چینی کے بدلے مجھے پیسے دے دو۔ دوکاندار نے چینی وزن کر کے مجھے چالیس روپے دے دیئے۔ اب میں واپس آیا اور ڈاکٹر صاحب کو بتایا کہ مجھے پیسوں کی ضرورت تھی، میں نے چینی بیچ دی ہے۔ ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے جب تم مسجد دعا کر رہے تھے تو میں نے محسوس کیا تم کسی پریشانی میں مبتلا ہو، لہٰذا میں نے دعا کی کہ یا باری تعالیٰ ابوبکر کی جو ضرورت ہے وہ پوری کر دے۔

ڈاکٹر عبدالواحد صاحب نیکی اور صالحیت کے باعث جس مقام رفیع پر متمکن تھے اس کے سبب انسان تو انسان بلکہ جنات بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ چند سال پہلے کسی رسالے میں مضمون شائع ہوا کہ اجنہ، انسان میں حلول نہیں کر سکتے۔ میں نے اس مضمون کا تذکرہ حضرت ڈاکٹر صاحب سے کیا۔ انہوں نے میری بات کو غور سے سنا اور پھر اپنا واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے ایک بار میں نماز مغرب کے بعد اپنے کلینک میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نوجوان پریشانی کی حالت میں آیا اور کہنے لگا ڈاکٹر صاحب میرے بڑے بھائی کو جن کا سایہ ہے آپ آئیں اور دم کر دیں۔ میں اس وقت اس کے ساتھ ہو گیا۔ گھر پہنچے تو بیٹھک میں چارپائی پر ایک نوجوان ٹانگ پر ٹانگ رکھے سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔ میں نے سلام لیا اور اسے سگریٹ بجھانے کو کہا۔ اس نے احترام کرتے ہوئے سگریٹ بجھا دیا۔ اب میں نے مسنون دعائیں پڑھنا شروع کیں۔ وہ جن مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ڈاکٹر صاحب! میں تم سے زیادہ پڑھا لکھا ہوں، مدرسے سے فارغ التحصیل ہوں۔ ہم دو بھائی یہاں رہتے ہیں پانچ بھائی کالا شاہ کاکو میں رہائش پذیر ہیں۔ ہم تمام کے تمام بھائی دینی علم پڑھے ہوئے ہیں۔ آپ کے

اس آدمی نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ ریلوے پھاٹک کے قریب پیپل کے درخت کے نیچے ہمارا کھانا پڑا تھا اس نے اوپر پیشاب کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے جن کی گفتگو سن کر اسے وعظ و نصیحت کی اور فرمایا کہ دیکھیں بھائی اس بیچارے کو کیا معلوم اس نے اگر غیر ارادی طور پر غلطی کر ہی لی ہے تو آپ معاف کر دیں اللہ آپ کو اجر دے گا۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ گفتگو جن پر اثر کر گئی اور وہ کہنے لگا ڈاکٹر صاحب میں نے جانا تو نہیں تھا لیکن مجھے شرم آتی ہے کہ آپ جیسے بزرگ اور نیک آدمی کی بات نہ مانوں میں جا رہا ہوں اور ایک نشانی بھی دیئے جا رہا ہوں آپ ان کو سختی سے ڈانٹیں کہ آئندہ درختوں کے نیچے پیشاب کرنے سے اجتناب کریں۔ اور میری ایک شرط ہے کہ ان لوگوں نے گھر میں ساگ پکایا ہوا ہے آپ ساگ کے ساتھ روٹی کھا کر جائیں۔ اس کے بعد جن چلا گیا اور وہ نوجوان اپنی پہلی حالت میں آ گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس واقعہ میں یہ بھی بتایا تھا کہ اس جن نے کہا قرآن مجید میری پائنتی کی طرف اوپر الماری میں پڑا ہے اسے اٹھا کر سرہانے کی طرف رکھ دو۔ اس طرح کے واقعات سے ڈاکٹر صاحب کی زندگی بھری پڑی ہے۔ وہ نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ دست سخا کھلا تھا ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے۔ دینی مدارس اور جماعتی رسائل کی سالانہ اعانت ضرورت کرتے۔ لوگوں کو مطالعہ کی ترغیب دیتے اور اچھی اچھی دینی کتب انہیں مطالعہ کیلئے دیتے۔ بعض پسماندہ علاقوں میں تفسیر ابن کثیر اور کتب احادیث کے اردو تراجم خرید کر بھجواتے۔ میری ڈیوٹی تھی کہ جو بھی اچھی کتاب آئے میں انہیں اس سے آگاہ کروں۔ وفات سے نو روز پہلے کسی کو دینے کیلئے راقم سے تفسیر ابن کثیر کا سیٹ منگوایا اور تلقین کی کہ میں انہیں ہر جمعہ کو عصر کے بعد ملا کروں۔

آج ڈاکٹر صاحب کو فوت ہوئے دس روز ہو چکے ہیں ان کا نورانی چہرہ نظروں کے سامنے ہے۔ ان کی موت ان کے لواحقین کیلئے ہی نہیں بلکہ میرے لئے بھی بہت بڑے صدمے کا باعث ہے۔ روحانی طور پر ہم ایک بزرگ شخصیت کا سایہ شفقت اٹھنے سے یتیم ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی کس کس نیکی اور حسنات کا تذکرہ کروں۔ مرکزی جامع مسجد اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد میں شعبہ حفظ کا قیام حضرت ڈاکٹر صاحب کی کوششوں اور کاوشوں سے معرض وجود میں آیا تھا اور آج الحمدللہ اس مدرسے میں بیسیوں بچوں قرآن حکیم حفظ کر رہے اور تجوید و قرأت کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ بہت بڑی نیکی ہے جس کا اجر ڈاکٹر صاحب کو ملتا رہے گا۔ انشاءاللہ

ڈاکٹر صاحب کے حالات و واقعات بیان کرتے ہوئے ہم بہت دور نکل آئے ہیں اب آیئے ان کے ابتدائی حالات کی طرف۔

ڈاکٹر عبدالواحد صاحب 1920ء میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کا سابقہ نام منشی رام اور والد کا نام ہری چند سیٹھ تھا۔ ہندوؤں کی کھتری (شیخ) ذات سے تعلق رکھتے اور ان کا خاندان پینڈو کہلاتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کا مقام پیدائش ملیاں والی ضلع شیخوپورہ ہے۔ مڈل تک انہوں نے اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ 1938ء میں وہ ایک لڑائی کے سلسلے میں جیل گئے۔ پہلے دن ہی ان کے دل میں اسلام کی محبت نے گھر کیا اور آخر 1940ء میں وہ مشرف باسلام ہو کر چینیاں والی مسجد میں آ گئے وہاں رہ کر انہوں نے قاری فضل کریم صاحب سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور دیگر غزنوی علماء کے زیر نگرانی دینی تعلیم و تربیت کی منزلیں طے کیں۔ قرآن و حدیث کا جو علم انہوں نے عالی قدر اساتذہ کرام سے حاصل کیا تھا اس پر سختی سے کاربند ہو گئے اور مرتے دم تک اس پر عمل پیرا رہے۔ توحید و سنت کے بارے انتہائی نازک خیال رکھتے تھے اور اس بارے کسی معمولی سی لغزش کا بھی شکار نہ ہوتے۔ غیر اہلحدیث کے پیچھے نماز نہ پڑھتے، بدعات و محدثات کے سخت مخالف تھے۔ بعض لوگ انہیں خطوط لکھتے اور نصیحت طلب کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب باقاعدگی سے ان خطوط کے جواب لکھتے۔ ایک ایسا ہی نصیحت آموز خط انہوں نے لاہور سے آنے والے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا اس کی فوٹی کاپی میرے پاس تھی، اسے افادۂ عام کیلئے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم خلیل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا خیرت نامہ موصول ہوا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ آپ نے چند سبق آموز باتیں لکھنے کے متعلق تحریر کیا ہے۔ عزیزم سبق آموز باتیں اس دنیا میں قرآن و حدیث سے بڑھ کر نہ کسی شخص سے مل سکتی ہیں اور نہ کسی کتاب سے۔ صرف مطالعہ کی ضرورت ہے۔ البتہ آپ کی نیک خواہش کے باعث قرآن و حدیث سے ہی اخذ شدہ بطور یاددہانی لکھ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

۱۔اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر کامل ایمان رکھیں۔

۲۔زندگی کا لائحہ عمل قرآن وحدیث کو بنائیں۔

۳۔فرائض کی ادائیگی میں سستی نہ کریں۔

۴۔ہر کام کرنے سے پیشتر بسم اللہ پڑھیں۔

۵۔شرک و بدعت، برائی اور خود پسندی سے اپنے دامن کو پاک رکھیں۔

۶۔ خالق کی نافرمانی میں مخلوق اور نفس کی خوشنودی کو اپنے اوپر زندگی بھر حرام قرار دیں۔

۷۔نماز کو مع تکبیر اولیٰ ادا کرنے کی پوری کوشش کریں اور اذان سے پہلے اٹھیں۔

۸۔زندگی کو غنیمت سمجھیں اور آخرت سنوارنے کی فکر میں لگے رہیں۔

۹۔جزاء وسزا اور یوم حساب کو یاد رکھیں اور موت سے غفلت نہ برتیں۔

۱۰۔اللہ کے سمیع و بصیر ہونے پر ایمان رکھتے ہوئے اپنے اعضاء، زبان، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں کی حفاظت کریں۔

۱۱۔ والدین کی خدمت اور خوشنودی کو فرض سمجھیں اور بیوی بچوں کی خوشنودی پر ہمیشہ ترجیح دیں الاخلاف شرع۔

۱۲۔تقویٰ اور اخلاق کی بلندی حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر فرمان کے آگے اپنے سر کو جھکا دیں۔

۱۳۔روزی کے معاملہ میں حلال وحرام کا خیال رکھیں اور ڈیوٹی میں کوتاہی نہ کریں۔

۱۴۔اپنے شاگردوں اور عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے میں اپنے ٹائم اور تکلیف کی پرواہ نہ کریں۔

۱۵۔ہر کام میں میانہ روی اختیار کریں۔درگزر اور معاف کرنے کو معمول بنائیں۔

۱۶۔غیر ضروری گفتگو اور وقت کے ضیاع سے پرہیز کریں۔

۱۷۔حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھیں۔

۱۸۔عالم ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو برائی سے روکنے اور نیکی کرنے کی تبلیغ کرتے رہیں۔

۱۹۔قرآن پاک کی تلاوت اور دینی کتب کے مطالعہ کیلئے وقت نکالیں۔

۲۰۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی پر انتہائی نادم ہو کر فوراً توبہ کریں اور اس اللہ پاک کی رحمت پر کامل ایمان کے ساتھ پُر امید رہیں۔

وما توفیقی الا باللہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے اپنے اور اپنے پیغمبر ﷺ کے فرمانوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔اور ہماری غلطیوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس کا حق دار بنائے آمین۔

میری طرف سے قابل احترام بزرگوار حضرت مولانا عبید اللہ عفیف مدظلہ عالی کی خدمت میں سلام عرض کریں اور دعاؤں کیلئے درخواست کریں جواب جلدی دیں۔محتاج دعا

ڈاکٹر عبدالواحد

گلی 6 نثار کالونی فیصل آباد

12-04-97

خط کے مندرجات پڑھ کر لطف آ گیا اور ایمان کی کھیتی سرسبز وشاداب ہوگئی کوئی بھی شخص اس خط سے اپنے لئے صحیح عقیدہ و عمل کے تعین کیلئے صحیح راہ اختیار کر سکتا ہے۔اب ہم ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری ایام تک پہنچ گئے ہیں۔ان کی صحت بہت اچھی تھی۔ چلتے پھرتے تھے اور مسجد میں ظہر کے وقت آجاتے اور پھر نماز عشاء پڑھ کر ہی واپس گھر جاتے۔ بسا اوقات جماعتی ساتھی موٹر سائیکل پر بٹھا کر انہیں گھر پہنچا دیتے۔2،اڑھائی سال پہلے کمزوری کے باعث چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے تھے اور اب تو بستر پر ہی پڑے رہتے نماز کا اہتمام کرتے۔اس بات کا انہیں شدید رنج تھا کہ وہ مسجد میں نہیں جا سکتے۔اس کا اظہار انہوں نے کئی بار راقم سے کیا اور یہ بات کہتے وقت آبدیدہ ہو جاتے گذشتہ رمضان المبارک میں جب آخری دن نماز تراویح ختم ہوئی تو چیخ مار کر رو پڑے فرمانے لگے کیا پتہ آئندہ اس ماہ مبارک کو دیکھنا نصیب ہو کہ نہ ہو۔ چند سال سے وہ ماہ رمضان میں اعتکاف بھی نہ کر سکے تھے۔اب کچھ عرصہ سے ان کی صحت خاصی گر گئی تھی۔آخر 24 جنوری 2004ء کی دوپہر اس محرم جاں نے مختصر علالت کے باعث فردوس کی راہ اختیار کی۔

اگلے روز 25 جنوری کو صبح دس بجے ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اس میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے اکابرین اور شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے سیکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔نماز ظہر سے پہلے سمن آباد کے قبرستان میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔مرحوم نے مختلف اوقات میں تین شادیاں کیں۔پہلی بیوی ایک سال بعد فوت ہوگئی،دوسری بیوی سے نباہ نہ ہوسکا۔1946 میں تیسرا نکاح ہوا۔اس بیوی سے 6 بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ایک بیٹے کراچی میں پروفیسر ہیں، ایک ڈاکٹر ہیں اور ایک صاحبزادے اسلام آباد میں علامہ عبدالعزیز حنیف صاحب کے ہاں ناظم دفتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی مغفرت فرمائے آمین۔